

حافظ راشد الحق سمیع حقانی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں پانچ روز

(آخری قسط)

حضرت علی میاں مدظلہ نے آج اپنے عظیم استاذ حضرت لاہوری صاحب رحمہ اللہ کے مزار پر جانے کا پروگرام بنایا۔ جامعہ اشرفیہ سے چند گاڑیوں کا قافلہ میانی صاحب کے قبرستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس قبرستان میں ایک عالم محو استراحت ہے۔ یہاں علم و دانش اور حکمت و معرفت کے بڑے بڑے آسمان زیر زمین محو خواب ہیں۔ حضرت لاہوری صاحبؒ کے مزار پر تقریباً ہم نو بجے پہنچے۔ مولانا اجمل قادری صاحب، حضرت علی میاں مدظلہ کو سہارا دے کر مزار پر لے گئے۔ حضرت علی میاں مدظلہ یہاں اپنے استاذ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ سارے ماحول پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ حضرت نے یہاں پر کافی دیر تک اوراد، وظائف و اذکار پڑھے اور حضرت شیخؒ کی روح کیلئے ایصال ثواب کے طور پر فاتحہ پڑھی۔ ان کے چہرے مبارک پر عقیدت اور محبت کے آثار نمایاں تھے۔ یہاں پر کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد ہمارا قافلہ شاہی مسجد کی جانب روانہ ہوا، میانی صاحب کے قبرستان کے بچوں بیچ غازی علم دین شہیدؒ کے مزار سے گزرتا ہوا شاہی مسجد پہنچا۔ جس کے سیدھیوں کے قریب مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ کا مزار ہے۔ ہمارا محقر سا قافلہ مزار اقبالؒ کے سامنے رکا۔ ہم سب حضرت کی معیت میں حضرت اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پر پہنچے حضرت علی میاں مدظلہ اور جناب مولانا فضل رحیم صاحب، مولانا اجمل قادری صاحب اور راقم حضرت کی پہلو میں کھڑے تھے اور مولانا علی میاں مدظلہ مزار اقبالؒ کے دائیں پہلو میں کھڑے تھے۔ عقیدت و محبت، جذب و کیف کا ایک عجیب عالم تھا۔ علامہ اقبالؒ کی شاعری کا بہترین اور ممتاز ترین شارح عقیدت کے ساتھ سرھٹکائے کھڑا تھا۔ میں جو حضرت اقبالؒ کا مجنونانہ حد تک عاشق و پروانہ ہوں۔ یہ منظر دیکھ کر پھولے نہیں سما ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضرت علی میاں مدظلہ علامہ اقبالؒ کے مزار پر بھی حاضری دینے جائینگے۔ لیکن دل میں ایک تمنا تھی کہ کاش کہ حضرت کو کچھ وقت ملے یا مجھ میں اتنی جرات ہو کہ حضرت سے کہوں کہ علامہؒ کے مزار پر بھی جانا

چلیئے۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد مولانا اجل قادری صاحب نے حضرت علی میاں مدظلہ کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب سنایا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”علامہ اقبالؒ جنت کے باغیچوں میں گھوم رہا ہے۔“ یہ سن کر حضرت کا چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ آپ نے مزار کے احاطے میں سارا وقت حضرت اقبالؒ کے فارسی کلام کے اشعار آہستہ آہستہ پڑھتے رہے، میں محسوس کر رہا تھا کہ حضرت کو یہاں آکر، کتنی بڑی خوشی اور مسرت ہو رہی ہے بعد میں آپ شاہی مسجد دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔ بعض افراد نے کہا کہ یہاں نیچے سے ہی آپ مسجد دیکھ لیں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اوپر مسجد میں جانا ہے۔ آپ نے شاہی مسجد کی لمبی سیڑھیاں جذب و شوق کیساتھ خود ہی طے کیں۔ اور کسی کرسی وغیرہ کا سہارا قبول نہیں کیا۔ حضرت مدظلہ نے مسجد کے صدر دروازے میں شرکاء سمیت دو رکعت نوافل پڑھے اور ایک بھرپور نگاہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یادگار اپنے زمانہ طالب علمی کے دور کے مسکن پر ڈالی۔ آپ کی نگاہوں سے عقیدت ٹپک رہی تھی۔ اور انس و محبت کی قوس قزح جھلکتی تھی۔ آپ نے صحن سے گزرتے ہوئے مسجد کی وائیں طرف کے پہلے حجروں کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں پر میں نے زمانہ طالب علمی میں چند ماہ قیام کیا تھا۔ راقم نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کس زمانے کی بات ہے؟ آپ نے فرمایا ۱۳۰۹ھ کے قریب کا وقت تھا۔ اس کے بعد حضرت نے ہمارے استفسار پر اور کئی مختلف واقعات سنائے۔ کہ

س غزل اس نے تھیڑی مجھے ساز دینا ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

حضرت نے مسجد کے ہال میں بھی دو رکعت نوافل ادا کیے اور اسکے بعد ایک لمبی نشست ہوئی جس میں کئی تاریخی واقعات سننے کو ملے۔ شاہی مسجد سے نکلنے کے وقت حضرت نے دوبارہ بیٹھنے کیلئے کہا۔ اور کرسی ڈال کر حضرت کافی دیر تک مسجد اور اسکے میناروں کو دیکھتے رہے۔ نجانے اس دوران حضرت ماضی کی کن یادوں میں محو تھے؟۔ مولانا علی میاں مدظلہ نے حضرت لاہوریؒ، شاہی مسجد اور مزار اقبالؒ کے بعد اب اورینٹل کلج کو تشریف لے گئے۔ یہاں پر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب (صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان) اور رابطے کے ناظم جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب اپنے دیگر ساتھی پروفیسرز لاہور شہر کے دانشوروں، علماء اور کافی تعداد میں وہاں جمع سٹوڈنٹس نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے کلج کے ہال میں شرکاء مجلس کو اپنے بڑے قیمتی حالات اور واقعات زمانہ طالب علمی کے سنائے۔ حضرت یہاں آکر بہت خوش تھے۔ کیونکہ یہ محفل علماء، دانشور، پروفیسرز حضرات کی تھی۔ آپ نے لمبی گفتگو فرمائی اور ایک واقعہ بھی سنایا کہ جب ہندوستان سے میں پہلی دفعہ لاہور آیا یہاں پر ہمارے رشتہ دار تھے۔ انہوں نے میری پڑھائی کے سلسلے میں اس کلج کے پرنسپل سے

مشورہ کرنا چاہا۔ پرنسپل صاحب نے ہمیں کھانے کی دعوت پر گھر بلایا۔ دوسرے دن کلج کے سارے لوگ حیران تھے۔ کہ یہ تو بڑی انوکھی اور اعزاز والی بات ہے کہ پرنسپل صاحب نے آپکی دعوت کی ہے؟ بہر حال میری چند عربی زبان کی تحریریں ہمارے رشتہ دار نے آپکو دکھائیں اور یہ بھی بتایا کہ یہ سکول میں بھی بہت تیز ہیں اور ان کا تعلیمی ریکارڈ بہت اچھا ہے۔ آگے عصری علوم میں ان کو کس مضمون میں داخل کریں؟ پرنسپل نے میری عربی استعداد اور تعلیمی کوائف کے بعد ہمارے عزیز کو بتایا کہ اس لڑکے کو عربی علوم و فنون کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے یہی اسکا اصل میدان ہے۔ اس کے لیے یہی بہترین راستہ ہے۔ چنانچہ ان کے مشورے کے بعد میری بھرپور توجہ اسلامی عربی علوم و فنون کی جانب مبذول ہوئی۔ اس موقع پر حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ پرنسپل صاحب جو انگریزی تعلیم کے پڑھے ہوئے اور بڑے استاذ تھے اگر وہ چاہتے تو مجھے کلج اور یونیورسٹی کی طرف متوجہ کرنے کی تلقین کرتے۔ لیکن ان کی عالی ظرفی اور وسعت فکر و نظر نے درست اندازہ کرتے ہوئے ایک اچھا فیصلہ کیا۔ آپ نے پرنسپل صاحب اور کلج کے بارے میں بڑے اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔ حضرت کی اس مبارک مجلس میں ملک کے ممتاز خطاط حضرت مولانا نفیس شاہ صاحب مدظلہ جو کہ حضرت کے پیر بھائی بھی ہیں (اور مسلسل آپکی خدمت میں پانچ چھ روز تک رہے) اس کے علاوہ جناب حضرت مولانا فضل رحیم صاحب مدظلہ اور جناب حضرت مولانا عبدالرشید ارشد صاحب مدظلہ ایڈیٹر ”الرشید“ اور مکہ معظمہ کے جناب مولانا عبداللطیف کی صاحب مدظلہ اور مکہ ہی کے جناب مولانا سعید احمد صاحب اور دیگر اہل علم حضرات جمع تھے۔ یہاں حضرت نے کلج کے مختلف حصے دیکھے اور خصوصاً وہ کمرہ بھی دیکھا جہاں آپ نے پرنسپل سے ملاقات کی تھی۔ کلج کے بعد حضرت مدظلہ یونیورسٹی کیمپس کے شیخ زائد سنٹر تشریف لے گئے جہاں آپ کے اعزاز میں ایک بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ہال میں طلباء و طالبات کی ایک بڑی تعداد جمع تھی اور طالبات کیلئے خصوصی پردے کا انتظام تھا۔ آپ کو خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا اس کے بعد حضرت نے ایک ایسا شاندار جامع ترین پر معزز موجودہ مناظر کے حالات کے عین مطابق بین الاقوامی حالات اور عالمی سیاسی صورتحال، امریکہ اور مغرب کی سازشوں اور مسلمانوں کے موجودہ مسائل کے متعلق اثر انگیز خطاب فرمایا۔ حضرت مدظلہ کا یہ خطاب تاریخی نوعیت کا تھا۔ بعد میں جب حضرت علی میاں مدظلہ جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے تو راقم نے آپکو گاڑی سے اتار کر سہارے سے رہائش گاہ کی طرف لے جا رہا تھا تو میں نے آپ کے حضور آہستہ سے عرض کیا کہ حضرت آج کا خطاب بہر لحاظ سے تاریخی اور نہایت اچھا تھا اور اسی طرح اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ حضرت مدظلہ نے استغناء

دریافت کیا کہ آپ وہاں موجود تھے۔ آپ نے تقریر سنی؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو آپ کے حضور صبح ہی سے آپکی مجالس میں شرکت کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس موقع پر آپ نے میرے تاثرات کے بارے میں انتہائی متواضعانہ انداز میں فرمایا کہ ”ہم کہاں کے اچھے ہیں“ حضرت لاہور میں قیام کے دوران رائے ونڈ بھی تشریف لے گئے اور تقریباً آدھا دن آپ نے تبلیغی مرکز میں گزرا۔ آپ نے وہاں پر ایک روح پرور اور ایمان افروز خطاب فرمایا۔ اور تبلیغی جماعت کے بانیین حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور حضرت جی کے ساتھ اپنے تعلق کا ذکر کیا۔ اور ان کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی اور پھر تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد اور اہمیت کے متعلق گراں قدر کلمات فرمائے اور موجودہ دور میں اسکی ضرورت اور افادیت کی طرف اشارہ کیا۔ بعد میں آپ نے وہیں دوپہر کی نماز پڑھی۔ حضرت کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے مرکز میں انسانوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا تھا۔ اس موقع پر جناب حاجی عبدالوہاب صاحب اور دیگر اکابرین جماعت موجود تھے۔ اس سے قبل یہ حضرات مولانا علی میاں مدظلہ سے ملنے کیلئے جامعہ اشرفیہ تشریف لا چکے تھے۔ اس کے علاوہ جناب حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ بھی مسلسل آپ کے ساتھ ہر جگہ رہے۔ رائے ونڈ جانے سے قبل میاں محمد شریف (وزیراعظم کے والد) اور میاں شہباز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب) کے بار بار اصرار اور دعوت پر آپ خنجر وقت کیلئے ان کے فارم پر بھی تشریف لے گئے۔ (جو راستے میں واقع ہے) فارم کے رولز کے مطابق حضرت علی میاں مدظلہ اور دیگر شرکاء کو شاہی نگھیوں میں بٹھا کر ان کی فروغ گاہ تک پہنچایا گیا۔ جہاں پر میاں شریف صاحب اور ان کے بیٹے میاں شہباز شریف صاحب موجود تھے۔ مہمانوں کی تواضع کا انتہائی پر وقار انتظام تھا اور نوٹ کرنے کی بات یہ تھی کہ باوجود درجنوں ملازمین کے دسترخوان پر مہمان داری کے خدمات میاں محمد شہباز شریف نے انجام دیں۔ میاں شریف نے اس موقع پر حضرت مدظلہ کو عالم اسلام کی بھرپور خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ یہاں پر انتہائی مسرت کی بات یہ ہوئی کہ مفتی زین العابدین صاحب نے میاں شریف اور میاں شہباز شریف صاحب کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کی طرف توجہ دلائی۔ جس میں ملک میں سپریم لاء کے طور پر قرآن و سنت کے حقیقی نفاذ، بلاسود بینکاری وغیرہ پر عمل درآمد کیلئے کہا گیا ہے۔ اس موقع پر حضرت علی میاں مدظلہ نے دعا کے موقع پر ان کو نصیحتیں فرمائی اور ان کی توجہ بھی اس جانب مبذول کرائی کہ اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ اس ملک میں نفاذ اسلام کیلئے سنجیدہ کوششیں کریں۔ حضرت علی میاں مدظلہ نے لاہور کے اپنے دورے میں تمام تقریبات میں شریک حکمرانوں اور ارباب اقتدار حکومت کو بھی بار بار یہ تلقین کی کہ جس مقصد کیلئے پاکستان بنا تھا وہ

مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ (خصوصاً سابق صدر فاروق لغاری کو آپ نے ”رابطہ“ کے پہلے اجلاس کے اختتام پر اور پھر جامعہ اشرفیہ میں جمعہ کے خطبہ میں واضح طور پر شریعت کے نفاذ کیلئے کہا کہ پاکستان کو حقیقی معنی میں اسلام کا قلعہ بنانا چاہیئے۔ اور اسکی تہذیب و تمدن اور معاشرت میں واضح طور پر اسلامی اقدار اور روایات کی جھلک نظر آنی چاہیئے۔

لاہور میں حضرت علی میاں مدظلہ چھ روز اس قدر مصروف رہے کہ اچھے خاصے صحت مند اور جوان بھی تھک گئے لیکن حضرت باوجود ضعف نقاہت اور بیماری کے ہر تقریب ہر مجلس میں خندہ پیشانی سے شرکت فرماتے رہے۔ ”تاریخ دعوت و عزمت“ کے مصنف حقیقی معنی میں خود بھی دعوت و عزمت کے عملاً پیکر تھے۔ حضرت علی میاں مدظلہ کی شخصیت کے بے شمار درخشاں پہلو ہیں، جس کا احاطہ و شمار کسی کی بس کی بات نہیں۔ آج قحط الرجال کے اس زمانے میں آپکی شخصیت اور آپکی ذات مبارک ایک ایسے گھنے، ستار اور سبز و شاداب درخت کی مانند ہے جس کے سایہ عافیت کے نیچے عرب و عجم بلکہ سارا عالم اسلام ٹھنڈک محسوس کر رہا ہے۔ آپکی ذات مبارک آج کے زمانے میں مشاہیر امت کی واحد زندہ یادگار ہے۔ آپ نے تھوڑے وقت میں اہل پاکستان کو بہت کچھ دیا۔ آپ نے اپنی تمام تقاریر میں جس سوز و ساز اور کرب و درد کے لہجے میں اہل پاکستان بلکہ مسلمانان ملت کو اسلام کی صحیح تعلیمات کو سمجھنے ان پر عمل کرنے کے لیے اور رسومات بدعات اور مغرب اور اسلام دشمن قوتوں کی ریشہ دوانیوں کے متعلق ان کو آگاہ فرمایا۔ حضرت نے اپنے عظیم اصلاحی، فکری، دعوتی، تبلیغی خطابات میں قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور حضرت اقبالؒ کے مومنانہ و متفکرانہ کلام سے سامعین کے مرجھائے اور پرمردہ دلوں میں ایک نیا ولولہ تازہ بھر دیا۔

حضرت علی میاں مدظلہ کی روح پرور مجلسوں میں اس گداگر حکمت کو جو کچھ حاصل ہوا وہ علم و دانش کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور دانش کدوں میں برسوں میں بھی مسیر نہیں ہو سکتا تھا۔

مے یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندگی اور یک زمانہ ”صحبتے با اولیاء“ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا۔ آپ کی ملاقات کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک لمحہ علم و آگہی و دانش و حکمت اور فہم و فراست سے مزین تھا۔ اس تہی دامن و بے بضاعت اور کم مایہ نے بڑی کوشش کی کہ ان موجودہ لحوں اور شب و روز قرب وصال کو عقیقت جان کر ہمیشہ کیلئے قلب و نظر میں جذب کر لوں کیونکہ اے موقعے بار بار حاصل نہیں ہوتے۔

مے اے ذوق کسی ہمدرد دیرینہ کا ملنا اچھا ہے ملاقات مسیحا و حضرے

لیکن وفور شوق اور جذب و کیف کی ملی جلی کیفیات نے بہت کچھ ذہن میں یاد رہنے نہیں دیا۔ ورنہ ارادہ تھا کہ اس حکایت شیریں کو خوب پھیلاؤں گا لیکن

ع سیف ہنگام وصال آنکھوں میں آنسو آگئے

اور اب تو گویا محسوس ہوتا ہے کہ ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

آپ کی صحبت میں اس شکستہ و نہ ختمہ، ناکارہ و کم مایہ کو جو خدمت کی چند گھڑیاں میسر آئیں وہ حاصل زیست میں۔ حضرت دادا جان نور اللہ مرقدہ کی وفات اور جدائی کے بعد پہلی مرتبہ کسی بزرگ کی مجلس میں وہ سکون وہ قرار وہ اطمینان وہ روحانیت اور نورانیت میسر ہوئی کہ قلم کی زبان اور میرے احساسات اس کے بیان سے دونوں قاصر و عاجز ہیں۔ جب مجھے کوئی حضرت سے دور ہونے یا کسی کام کے متعلق تھوڑی دیر کیلئے کہیں جانے کیلئے کہتا تو میں دل میں کہتا کیوں مدتوں سے فراق کی پیش کے مارے ہوئے کو سایہ دیوار یار سے دور کرتے ہو؟ کہ ع بعد مدت کے ملا ہے سایہ دیوار یار

ان پانچ روز میں میرے ساتھ برادر م مولانا حافظ محمد زبیر حسن صاحب موجود رہے انہوں نے بھی خوب خوب خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ساتھ میں حافظ خرم اور مولانا حماد اشرفی بھی شریک رہے۔ ۲۸ اکتوبر بروز منگل ۱۹۹۷ء رات کو دہلی کیلئے حضرت کی فلائٹ تھی۔ آج کا دن پکھڑنے کا دن تھا۔

صبح سویرے جامعہ اشرفیہ میں برادر م جناب مولانا اجدو صاحب کے گھر کے باہر ایک عظیم جہوم جمع تھا ان سب کی خواہش تھی کہ حضرت سے الوداعی ملاقات ہو۔ حضرت کو ہم لوگ باہر لان میں لے آئے اور لوگ قطاروں میں کھڑے ہو کر حضرت کی کتابوں اور انوگراف بکس پر دستخط لیتے رہے میں نے بھی اپنے تمام اسناد اکوڑہ خشک سے خصوصی طور پر منگوالی تھیں۔ حضرت نے اس پر دستخط فرمائے جو کہ میرے لیے ایک بڑا اعزاز ہے۔ اسی طرح میں نے حضرت کی خدمت میں کئی

کتابوں کے سیٹ بھی پیش کیے خصوصاً حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ پر مرتب شدہ عظیم اور بے مثال ”الحق“ کا نمبر پیش کیا۔ جسے دیکھ کر حضرت بڑے خوش ہوئے۔ اس طرح

”الحق“ کا پچاس سالہ تقریبات کے حوالے خصوصی پاکستان نمبر بھی پیش کیا۔ حضرت نے ایک مرتبہ استفہانامہ میری کم علمی، کم مانگی اور کم عمری کو دیکھ کر فرمایا کہ اچھا اب آپ ”الحق“ کے ایڈیٹر ہیں؟

رات کو حضرت مدظلہ کو ہم اترپورٹ چھوڑنے گئے اور حضرت کو الوداع کہا۔ اترپورٹ تک حضرت کو گاڑیوں کے ایک بڑے جلوس میں لیجا گیا۔ دل کی دھڑکنیں تیز تھیں اور احساسات و جذبات کا ایک سیل بیکراں سینوں میں موجزن تھا کہ پھر اس طرح کی بھرپور ملاقاتوں اور وصال کا موقعہ میسر

آجائے گا۔۔۔۔۔